ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

طارق اسماعیل ساگر کے ناول"وطن کی مٹی گواہ رہنا "میں جذبہ حب الوطنی

۱۔سید قیوم شاہ
پی ایچ ۔ڈی سکالر شعبہ لسانیات و ادبیات(اردو)قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر ستارخان خٹک
۲۔
شعبہ لسانیات وادبیات(اردو)قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

Abstract:
Tariq Ismail sagar is a renowned novel writer of Urdu literature. Noval" watan Ki miti gwah rihna" advert exploits of the Pak spy and praised their contributions. Additionally, the novel also discusses the national tragedy of the fall of Bengal. Patriotism refers to a person's love for their own country. The personality and art of Tariq Ismail sagar are brimming with astrong sense of patriotism. This trait is evident throughout this novel too. The author has used this novel as a means to promote patriotism and convey a message to the nation.
Keywords: renowned novelist, exploits, patriotism, patriotic,

طارق اسماعیل ساگر اردو ادب کے معروف ناول نگار ہیں۔وہ بطور ناول نگار ،افسانہ نگار، سفرنامہ نگار، کالم نگار ، صحافی اورخود نوشت نگار مشہور ومقبول ہیں۔آپ نے کئی ناول لکھے جن میں چند مشہور ناول "میں ایک جاسوس تھا،کمانڈو،وادی لہو رنگ ،وطن کی مٹی گواہ رہنا،کہساروں کی آگ اور بھٹکاہوا راہی "وغیرہ شامل ہیں۔ طارق اسماعیل ساگر نے اپنےمشہور ناول "وطن کی مٹی گواہ رہنا"میں خاموش مجاہدوں کے کارناموں کا ذکر کیا ہے اورانھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اسی کے ساتھ اس ناول میں قومی سانحے سقوط ڈھاکہ کا ذکر بھی موجودہے۔

طارق اسماعیل ساگر کے ناول فنی اصولوں سے مزین ہیں۔انہیں کردار نگاری،منظر کشی ،تکنیک کے تجربات،حقیقت نگاری،اسلوب اور مکالمہ نگاری پر عبور حاصل ہے۔ ان کے ناولوں کے پلاٹ سادہ اور مربوط ہیں۔جومنظر کشی اور زبان وبیان کے اعلیٰ نمونے موجود ہے۔طارق اسماعیل اپنے ناولوں میں حقیقت نگاری سے کام لیتے ہوئے کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔وہ تکنیک کے تجربات سے خوب واقف ہیں انہوں نے اپنے ناولوں میں "شعور کی رو" کی تکنیک کا استعمال بخوبی کیا ہے۔ان کےناول کے مکالمے دلچسپ اور جاندار ہیں۔وہ کہانی کے آغاز سے اختتام تک اپنے موضوع سے ہٹتے نظر نہیں آتے۔مجموعی طور پر ان کے ناول منفرد لب ولہجے اور اسلوب کے حامل ہیں۔طارق اسماعیل ساگر کے فن کے متعلق ڈاکٹر انور سدیدلکھتے ہیں:

> "میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہےکہ طارق اسماعیل ساگربنیادی طور ناول نگار ہیں یا صحافی۔۔انکے ناول پڑھ کر احساس ہوتا ہےکہ انھوں نے اپنے ناول صحافت کی دہلیز پر بیٹھ کر لکھے ہیں۔وقائع نگاری ان کے فن کی ایک خصوصیت ہے۔جزئیات کو گھونگھو کی طرح جمع کرنا ان کی صحافیانہ جبلت ہے۔صحافت نے ہی انھیں عام فہم زبان لکھنے کی تربیت دی۔چنانچہ ان کے اسلوب میں روانی اور تحرک ہے اور قاری کو اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔" (۱)

طارق اسماعیل ساگر کو ناول نگاری سے خاص رغبت تھی۔جس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے بہت زیادہ تعداد میں ناول لکھے ہیں۔جو معاشرتی اور عسکری جاسوسی ناول کی ذیل میں آتے ہیں۔ان کےمعاشرتی ناولوں میں ہر طبقے میں موجود کالی بھیڑوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔جس میں انہوں نےبد عنوان سیاست دان اور دولت مند،مذہبی رہنما،منشیات فروش،جسم فروش عورتیں،غریب ایماندار،ایمان فروش اور محب وطن کرداروں کو پیش کیا ہے۔جہاں تک ان کے جاسوسی ناولوں کا تعلق ہےان میں مکمل جاسوسی ناول اور نیم جاسوسی ناول اور جزوی جاسوسی ناول شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عالم اسلام اور پاکستان کے مسائل کو بھی اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔اس حوالے سے پاکستانی فوج اور خفیہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

اداروں کے اہل کاروں کی خدمات اور بیرونی خفیہ اداروں کے عزائم کو بیان کیا ہے۔ ناول نگارنےظلم اور جبر کے خلاف آواز بلند کی ہےاور دنیا بھر کے مظلوم اور بے بس انسانوں کا ذکر کیاہے۔اس کے متعلق ڈاکٹر عقیلہ شاہین لکھتی ہیں:

" طارق اسماعیل ساگر آزادی سے محبت اور غلامی سے
نفرت کرتا ہے۔دنیا میں جہاں بھی حریت پسند آزادی کے لیے جان
ومال اور عزت وناموس کی قربانی دے رہے ہیں،طارق اسماعیل
ساگر ذہنی طور پر ان کے ساتھ ہے۔"(۲)

طارق اسماعیل ساگر نے اپنے ناولوں میں کرداروں کے ذریعے سختیوں کی ایک طویل داستان بھی بیان کی ہے۔تاریخی واقعات اور نیک وبد کرداروں کی کشمکش کو سامنے لایا ہے۔رومانیت،مہم جوئی،خیر وشر کی کشمکش،پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا بیان،ہندستانی تہذیب ،معاشرے کا ذکراور حب الوطنی خاص طور پر ان کے ناولوں کی اساس ہے۔

حب الوطنی کےمعنی اپنے ملک سے محبت ہے۔ یہ خصوصیت صرف انسانوں میں نہیں ہوتی بلکہ یہ جذبہ حیوانات اور پرندوں میں بھی پایا جا تا ہےکیونکہ یہ ایک فطری جذبہ ہے جس کی وجہ سے ہر جاندار اپنے آشیانےاورعلاقےسے محبت کرتا ہے۔ ایک محب وطن انسان اپنے ملک وقوم سے تہذیبی وثقافتی طور پر وابستہ ہوتا ہےاور اپنے ملک وقوم کے لیے ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔حب الوطنی کا ایک حصہ نظریہ بھی ہوتا ہے جس کی اساس پر ایک ملک قائم ودائم ہوتا ہے۔حب الوطنی کی اسلام میں بھی بہت اہمیت ہےاوراس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔حضرت محمد□کی ہستی مبارک حب الوطنی کا بہترین حوالہ ہے کیونکہ رسول اللہ □ کو اپنے شہر اور ریاست سے بہت محبت تھی ۔آپ□ کی وطن سےمحبت کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ایک حدیث مبارک بطور حوالہ ہے:

" عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ،
وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ۔
ترجمہ: تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے!اگر میری قوم
تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں سکونت اختیار
نہ کرتا۔" (۳)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ□ نے واضح الفاظ میں اپنے آبائی شہر یعنی مکہ مکرمہ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ جس سے حب الوطنی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

طارق اسماعیل ساگر کی شخصیت اور فن میں حب الوطنی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھراہوا ہے۔ یہ جذبہ ان کی تصانیف کی بنیادی خصوصیت ہے جو آپ کی ہر تحریر میں ملتا ہے۔ جن میں ناول ہو،افسانہ، سفرنامہ،خودنوشت یا کالم نگاری ہو ان میں یہ صفت موجود ہےکیونکہ وہ ایک محبِ وطن شہری تھے اور نو عمری ہی میں اس کا عملی ثبوت پیش کیا ۔ناول نگار نےمحب وطن سپاہی کی حیثیت سے بھارت میں بھی ملک کے لیے خدمات انجام دیں۔ہندستان میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے بہت مشکل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ان کی یہی خصوصیت ان کے ناولوں میں موجود ہے۔اس کے متعلق ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"حیرت کی بات ہے کہ اردو کے کسی نقاد کی نظر تا حال طارق
اسماعیل ساگر پر نہیں پڑی جو قومی جذبوں کو ایک طویل عرصے سے
ناول کا روپ دے رہے ہیں اور نہ صرف عام لوگوں کو حیران کن انداز
میں متاثر کر رہے ہیں بلکہ حب الوطنی کے جذبے کو فروغ دینے میں
بھی پیش پیش ہیں۔" (۴)

" حب الوطنی" کی یہ خصوصیت اسماعیل ساگرکے ناولوں کا بنیادی جزو ہے۔جو ان کے ناول " وطن کی مٹی گواہ رہنا" میں موجود ہےاور اسی پر اس ناول کی بنیاد ہے۔ عابد خان اس ناول کا ہیرو ہےجوملک کےتحفظ اور سالمیت کی خاطرہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہے ۔ وہ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوکربھارت میں رہ کر ملک کے لیے جاسوسی کرتاہے۔اس حوالے سے شاہد علی کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے جس میں حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔وہ ایک پاکستانی جاسوس ہےجوبھارت میں منوہر لال کے فرضی نام سے ملک کے لیے خدمات انجام دیتاہے۔یہاں تک کہ عابد خان کا جیل سے فرار کو ممکن بنا کر اسے پاکستان کے سرحدی چوکی تک پہنچا دیتا ہے۔سرحد پارکرنے میں عابد خان زخمی ہوکر پاکستانی سر زمین پر شہید ہوجاتا ہے۔اس طرح وہ حب الوطنی کا ایک لازوال باب رقم کرتا ہے۔ عابد خان کی قربانی کے متعلق ناول نگارلکھتا ہے کہ:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

”میرے بچے جو قربانی آپ نے دی ہے،وہ ہم کبھی نہیں بھول سکتے،خدا کی قسم تم وہ گمنام سپاہی ہو جو چپ چاپ اپنی جان،اپنا مستقبل ہماری زندگیوں،ہمارے کل اورہمارے مستقبل کے لیے قربان کر دیتے ہو۔بوڑھے صوبیدار کی آواز بھرانے لگی۔میرے بچے،تاریخ کبھی بھی یہ نہ جان سکے گی کہ تم لوگ کون تھے۔کہاں سے آئے اور کیا کیا گرانقدر کارنامے انجام دیتے رہے۔“ (۵)

طارق اسماعیل ساگر نے اس ناول کے ذریعے حب الوطنی کو فروغ دینے کی سعی کی ہے۔اسی جذبے کا پاکستانیوں نے ۱۹۶۵ میں عملی مظاہرہ کیا تھا۔ناول نگار نے واضح کیا ہے کہ ملک کے گمنام سپاہی دشمن کی سازشوں اور منصوبوں کاکھوج لگا کران کا مقابلہ کرتے ہیں اور ملک کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔جس طرح ناول میں عابد خان اور شاہد علی کے کرداروں کو پیش کیا گیا ہے۔جو حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوکر بھارت میں جا کر اپنے ملک کے لیے جاسوسی کرتے ہوئے دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملاتے ہیں۔ناول کےآغاز ہی میں اس کا رہبر نتھا سنگھ غداری کرتے ہوئے دشمن کو خبر کر دیتا ہے اور یہاں سے مشکلات اور خطروں کا آغاز ہوتا ہے جو ناول کے اختتام تک جاری رہتے ہیں۔ناول کا ہیرو عابد خان حب الوطنی کے مقدس جذبے کے تحت ہی ان مشکل مراحل سے گزر جانے میں کامیاب ہوتاہے۔اس ناول کے متعلق ڈاکٹر انوسدید لکھتے ہیں:

”ناول ،وطن کی مٹی گواہ رہنا،میں انھوں نے تقسیم پاکستان کے المیے کو بیان کیا ہے۔مشرقی پاکستان کے پس منظر میں لکھا گیا یہ ناول پوری قوم کا اعمال نامہ ہے ۔“ (٦)

حب الوطنی کے سبب انسان ملک سے باہربے چین ہوتا ہےاور اسے وطن کی یاد آتی ہے۔ اسی طرح ملک کے خاموش مجاہد جب دیار غیر میں ملتے ہیں،تو اس وقت ان کی خوشی انتہا پر ہوتی ہے۔کیونکہ وہ ایک عظیم جذبےسےسرشارہوکر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں۔یہی محب وطن گمنام سپاہی جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کے احساسات کیا ہوتے ہیں۔ ان کی دلی کیفیات کیا ہوتی ہے ناول نگار نے اس کی بہترین عکاسی کی ہے:

” گیان سنگھ سے الگ ہوکر وہ بھی قدرے پریشان ہوگیا تھا،جانے یہ کون تھا؟ اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی نے اس بات کا احساس تو خان کو دلا دیاتھا،کہ گیان سنگھ نے بھی اس کی طرح اپنی شخصیت پر جانے کتنے خول چڑھا رکھے تھے اور وہ کوئی غیر نہیں اس کا ہی ہم وطن اور ہم مذہب ہے۔جانے اس جیسے کتنے پاکستانی اپنی جان ہتھیلی پر لیے یہاں سرگرم عمل ہیں۔یہ لوگ دشمن کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے وطن کے مفادات کی تحفظ کر رہے ہیں۔جانے اس راہ پر خار پر کتنی صعوبتوں کا سامنا انھیں کرنا پڑتا ہوگا۔اکثر اپنی جا ن ہی سے گزر جا تے ہوں گے لیکن کون یاد رکھتا ہوگا انھیں۔“ (۷)

طارق اسماعیل ساگر نے ایسے واقعات کا بھی ذکر کیاہے جن میں خاموش مجاہد کو اپنے ملک کے مخالف منصوبوں میں اپنے ہی بھولے بھالے عوام ملوث نظر آتے ہیں۔جس پر انھیں غصہ آتا ہے اور دل غمگین ہوجاتاہے۔اس ناول میں طارق اسماعیل ساگر نے حب الوطنی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ محب وطن سپاہی جب دشمن کےناپاک منصوبوں سے آگاہ ہوجاتے ہیں،تو وہ شدید کرب اور تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں ۔جس طرح ناول کا ہیروعابد خان مشرقی پاکستان کے حالات سے با خبر ہوکر دلی کرب سے گزر جاتا ہے۔وہ مشرقی پاکستان کے جان لیوا حالات میں بھی ثابت قدم رہتا ہے اور کسی بھی قسم کی تکلیف اور قربانی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ناول کا ہیرو اس سانحہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں کہ یہ ملک خدا داد جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے دو ٹکڑے ہوجائے گا۔عابد خان کو اس بات پر یقین نہیں آتا کہ وہ مسلمان بنگالی بھائی جو کل تک ہمارے ساتھ تھےآج کس طرح ہمارے دشمن بن گئے۔کیونکہ ہم نے مل کر اکھٹے اس ملک کو آزاد کیا تھا اور اسلامی اصولوں کے مطابق متحد رہنے کے وعدے وعید کیے تھے۔تو آج ایسا کیا ہوا کہ وہی محب وطن پاکستانی ملک کے دشمن بن گئے۔یہ بات عابد خان کے لیے بہت تکلیف دہ ہےاور ان کی حب الوطنی پر سوال اٹھاتےہیں:

” ادھر ڈھاکہ سے جو لوگ بھاگ کر ادھر آتے ہیں ،ہم انھیں ٹرینگ دے کر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

مشرقی پاکستان بھیج
دیتے ہیں ۔بلاقی رام نے کہا ،یہ سب
لوگ ادھر ہی کے ہیں ان میں بمشکل پانچ سات ادھر کے ہیں۔
اور یہ باقی پندرہ بیس کون ہیں؟خان نے پوچھاوہ تو کلکتہ کے ہیں اور دراصل
یہی لوگ تو ادھر جاکر
اصلی کام کریں گےجو خود کو مظلوم بنگالی بتاکر لوگوں کو حکومت کے خلاف
اکسائیں گے۔انہیں ٹرینگ
دیں گے اور سب سے بڑکر یہ کہ وہاں جاکر توڑ پھوڑ کی کارروائیاں کریں گے۔۔خان
کے کلیجے میں
ایک آگ لگ گئی ۔آج جو کچھ اس نے اپنی انکھوں سے دیکھ لیا تھا اور اس سے
پہلے جو کچھ معلومات اسے
حاصل ہوئی تھیں۔اس کے بعد سے عجیب عجیب خدشات اس کے دل ودماغ میں
جڑپکڑنے لگے تھے۔‘‘ (۸)

ناول "وطن کی مٹی گواہ رہنا" میں محب وطن ہندوستانی کردار بھی موجود ہیں جواپنے ملک کے لیے کام کرتے ہیں ۔ اورملک کے تحفظ کو ہر حال میں مقدم رکھتے ہیں اس کی سالمیت کے لیے منصوبہ بندی کرتےہیں۔غیر ملکی جاسوسوں کو گرفتار کرنے کے لیے تگ ودو کرنےکے ساتھ ہی اپنے دشمنوں کو کمزور کرنے کی سازش تیار کرتے ہیں۔اورپاکستان مخالف تنظیم مکتی باہنی جو پاکستان کو دولخت کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ان کے مقاصد کے سامنے بہادری سے کھڑے رہ کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا ناول کے مرکزی کردار کی حب الوطنی کی دلیل ہے کہ وہ اپنے ملک کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتا اور اپنے ملکی مقاصد کو پورا کرتاہے۔اس حوالے سے مس سلوچنا اور بلاقی رام کے کردار بھی اہم ہیں۔ یہاں پر ناول نگار نے حب الوطنی کا پیغام دیاہے جو ہر محب وطن شہری کی دلی خواہش ہےجس کی وجہ سے ناول کاہیرو جان کنی کی حالت میں بھی اپنے ملک کے باسیوں کو حب الوطنی کادرس دیتا ہےپاکستان کے عوام کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کرتاہے۔زندگی کی آخری سانس تک وہ ملکی سلامتی کے لیےلڑتاہے اور حب الوطنی کی عظیم داستان چھوڑ دیتا ہے۔ طارق اسماعیل ساگر ناول میں عابد خان کے ذریعے محب وطن پاکستانیوں کے دلی جذبے کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتےہیں:

’’ سر! عابد خان نے کراہتے ہوئے اسے مخاطب کیا ۔جس دشمن سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ۔ہم نے تو اسے بھلادیا لیکن اس نے ہمیں آج تک نہیں بھلایا۔مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے بعد اب اس کی نظریں ادھر اٹھنے لگی ہیں۔ہماری آزادی کو اس نے جان کا روگ بنادیا ہے۔وہ اس لاالہ الا اللہ کو مٹانا چاہتا ہےاورہم کتنے بد نصب ہیں کہ دشمن کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں ۔بوڑھا صوبیدار بے بسی سے اپنے جوان شاگرد کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس کی آواز اب رک رک کر آرہی تھی ،وہ صرف یہ سن سکا:

سر! اس بچے کچے پاکستان میں ہم صوبہ پرستی کی لعنت کو جنم دے رہے ہیں۔کیا یہ ملک ٹکڑےکرکے ہم اسے دشمن کےحوالے کرنا چاہتے ہیں؟سر !ممکن ہو تو آج ایک دم توڑتے پاکستانی کا پیغام قوم تک پہنچا دیں۔خدا کے لیے پاکستان کے مزید ٹکڑےنہ کرنا ۔ہماری بقا ایک مستحکم ملک میں ہے،پاکستان کو میرا سلام ۔۔لاالہ الا اللہ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔‘‘ (۹)

طارق اسماعیل ساگر نےاس ناول میں واضح طور پر یہ بتایا ہے کہ ہم نے حب الوطنی کی جگہ علاقائی اور لسانی تعصبات کو ہوا دی ہےجو وطن عزیز کے لیے زہر قاتل کی مانندہےاورملکی بنیادونکوکھوکھلا کرنے کاسبب بنتی ہے۔جس کی وجہ سے ملک تباہی وبربادی کا شکار ہوجاتا ہے۔ملکی سلامتی اور بقا خطرے میں پڑھ جاتی ہے۔اس لیے طارق اسماعیل ساگر اس ناول کے وسیلے اس بدکا م سے بچنے کی تلقین کرتاہے۔کیونکہ اس بد خصلت کی وجہ سے ملک دولخت ہوا ۔مشرقی پاکستان کے اپنے مسلمان بھائی ہمارے جان ومال کے دشمن بن گئے۔بدقسمتی سے وہ مسلمان بھائی خطرناک سازش کے شکار ہو کرلاعلاج بیماری میں مبتلا ہوگئے۔جس کا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

دشمن نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور بنگالیوں کے ذہنوں میں زہر بھر دیا ۔بدقسمتی سے ہم نے آپس میں اختلافات پیداکرکے دشمنی کی آگ کو مزید ہوا دی۔دشمن نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس آگ کو مزید بھڑکایا۔دشمن نے دو مسلمان بھائیوں کو آپس میں لڑایا اور دونوں کو نقصان پہنچایا۔اسی طرح اس کی دلی مراد پوری ہوئی اور اپنی شکست کا بدلہ لے لیا ۔کیونکہ یہ موقع ہم نے خود ہی اسے فراہم کیا تھا ہم نے حب الوطنی کو فراموش کیا اور دشمن کے آلہ کار بن گئے۔اس کی عکاسی نہایت خوبصورتی سےطارق اسماعیل ساگر نے ناول میں کرتے ہوئےحب الوطنی کے جذبے کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔جو اس ملک کی سلامتی اور ترقی کی ضامن ہے۔

حوالہ جات

۱۔انور سدید،ڈاکٹر،دیباچہ ناول،لہو کا سفر،لاہور:قومی کتب خانہ، ۱۹۷۹ء ص۱
۲۔عقیلہ شاہین ،ڈاکٹر،ماہنامہ ادب دوست شمارہ نمبر۱۱(طارق اسماعیل ساگراردو ادب کا ایک روشن استعارہ)،لاہور:رحمان پرنٹرز،۱۹۹۸ء ص ۴
۳۔محمد بن عیسی الترمذی،سنن ترمذی جلد ۵،مصر:مصطفی البابی الحلبی،۱۳۹۵ھ ص ۷۲۳
۴۔ انور سدید،ڈاکٹر،دیباچہ ناول،لہو کا سفر،ایضاً،ص۱
۵۔طارق اسماعیل ساگر ،وطن کی مٹی گواہ رہنا،لاہور:قومی کتب خانہ،۱۹۸۶ء ص۴۱۲
۶۔ انور سدید،ڈاکٹر،دیباچہ ناول،لہو کا سفر،ایضاً، ص۲
۷۔طارق اسماعیل ساگر ،وطن کی مٹی گواہ رہنا،ایضاً، ص۲۰۲
۸۔ایضاً، ص۲۶۳
۹۔ایضاً، ص۴۱۲